فقه السياسة المدنية

عرافه ونقابه

عہدِ نبوی کے دو قدیم سیاسی ومعاشرتی ادارے

مصنف: ڈاکٹر حافظ محمود اختر

بیعت عقبہ: ایک سنگ میل

مدینہ منورہ میں مملکت اسلامیہ کے قیام میں بیعت عقبہ سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ بیعت عقبہ کو غزوہ بدر پر ترجیح دیتے ہیں۔بیعت عقبہ اولی کے بعد رسول اکرم ﷺ نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو اپنا خصوصی نمائندہ بنا کر اہل مدینہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ مدینہ منورہ کے لوگوں میں دعوت دین کا کام کریں، ان کی اعانت کے لیے حضرت عبداللہؓ بن ام مکتوم کو بھی روانہ فرمایا۔حضرت مصعبؓ بن عمیر نے بڑے مؤثر انداز میں دعوت دین کا کام شروع کیا۔وہ لوگوں کی طبیعت اور مزاج کو سمجھ کر ان سے گفتگو فرماتے اور مخاطب کی حیثیت اور مبلغ علم کو پیش نظر رکھتے ہوئے مدلل انداز میں اسلام کی دعوت پیش کرتے، ان کی کوششوں سے مدینہ منورہ میں اسلام کے اثرات پھیلے، اور ایک بڑا طبقہ دائرہ اسلام میں شامل ہوگیا۔

عام لوگوں میں دعوت دین کا کام اس قدر مشکل نہیں ہوتا جتنا ان لوگوں میں مشکل ہوتا ہے جو سیاسی قیادت یا حکومت واقتدار کے مالک ہوں۔حضرت مصعب بن عمیرؓ کا کمال یہ تھا کہ انہوں نے سیاسی قیادت اور قبائلی اقتدار رکھنے والوں کو بھی متاثر کیا، چنانچہ سرداران اوس وخزرج بھی ان کی کوششوں سے حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔

بعثت کے تیرھویں سال مصعبؓ بن عمیر ایک بہت بڑا وفد لے کر مکہ مکرمہ تشریف لائے اس وفد میں اوس وخزرج دونوں قبیلوں کے افراد تھے، ان لوگوں نے عقبہ کے مقام پر وہ تاریخی معاہدہ کیا جو بیعت عقبہ ثانیہ کے نام سے مشہور ہے، یہی بیعت بعد میں مملکت اسلامیہ کا سنگ بنیاد بنی

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

۔بیعت عقبہ کے بعد اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی ۔مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد آپ نے بہت سے اہم اقدامات کیے تاکہ یہاں باقاعدہ ایک منظم حکومت قائم ہوسکے اور ملت اسلامیہ میں مستحکم اجتماعیت اور مضبوط وحدت بھی قائم ہوسکے، میثاق مدینہ اور عمل مؤاخاۃ اسی سلسلہ کی اہم کڑیاں ہیں[۲] ان نئے اقدامات کے ساتھ رسول اکرم ﷺ نے بعض ان سیاسی اداروں کو بھی بعض ضروری ترمیموں کے ساتھ برقرار رکھا جو عربوں میں پہلے سے رائج تھے اور عربوں کے معاشرتی اور سیاسی ارتقاء کے لیے ناگزیر تھے مثلاً عرافہ اور نقابہ ۔اس وقت ہمارے پیش نظر صرف انہی دو سیاسی اداروں پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔

عرافہ اور نقابہ قدیم ادارے تھے اور عرب معاشرہ میں بہت اہمیت رکھتے تھے۔عرفاء اور نقباء کے ذریعہ حکومت کا عام لوگوں سے تعلق برقرار رہتا تھا اور یہ نمائندے اپنے حلقے کے لوگوں کے حالات وضروریات سے حکومت کو باخبر رکھتے تھے۔

عرافہ

عہد رسالت میں عرافہ ایک اہم معاشرتی ادارہ تھا اور اس نظم سے وابستہ ذمہ دار شخص عریف کہلاتا تھا جو ایک چھوٹے حلقے کی نمائندگی کرتا تھا، عام طور پر ہر قبیلہ میں دس دس افراد پر ایک عریف کا تقرر کیا جاتا (ایک فرد ایک خاندان کی نمائندگی کرتا تھا، اس طرح دس افراد کا مطلب دس خاندان ہے) عریف ایک چھوٹے حلقہ کا نمائندہ ہوتا تھا[۳]۔عام طور پر قبیلہ میں سے تجربہ کار ذہین اور صاحب ثروت شخص کو عریف منتخب کیا جاتا تھا جو نہ صرف اپنے حلقہ کے لوگوں کے معاملات کی دیکھ بھال کرسکتا ہو بلکہ دیگر قبائل اور جماعتوں کے ساتھ تعلقات اور معاملات میں اپنے حلقہ کے لوگوں کے حقوق کی حفاظت بھی کرسکے۔لسان العرب اور قاموس میں عریف کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

ھو القیم بامور القبیلۃ او الجماعۃ من الناس یلی امورھم ویتعرف الامیر منہ احوالھم[۴]۔

یعنی عریف قبیلہ یا جماعت کا ذمہ دار فرد ہوتا ہے، جن لوگوں کی قیادت کرتا ہے ان کے تمام حالات سے حکومت کو باخبر رکھتا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے عریف کا مفہوم اس طرح بیان فرمایا ہے:

الاصل فی الکلام الحقیقۃ ☆ بنیادی طور پر کلام میں حقیقی معنی مراد لیا جاتا ہے

اناعریف ،ای ولیت امر سیاستهم وحفظ امورهم۵۔

میں عریف ہوں یعنی قوم کے سیاسی امور اوران کے حقوق کی نگہبانی کی ذمہ داری مجھے سونپ دی گئی ہے۔تاج العروس شرح قاموس میں عریف کواس طرح بیان کیا ہے:

هورئيس القوم لمعرفته بسياسة القوم ٦۔

وہ قوم کا رئیس ہوتا ہے جوان کے سیاسی حالات سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے۔

عریف کی ذمہ داریوں اوراس کی صلاحیتوں کا اندازہ طریف کے اس شعر سے بھی ہوتا ہے:

او كلما وردت عكاظ قبيلة　　بعثواالتي عريفهم يتوسم

عکاظ کے میلے میں جب بھی کوئی قبیلہ آتا ہے تو شراحیل کے لوگ اپنے عریف کو بھیجتے ہیں تاکہ وہ مجھے شناخت کر سکے،اور پھر عریف کی نشاندہی پر یہ لوگ مجھ سے قتل کا انتقام لے سکیں ۷۔

فتح مکہ کے بعد شوال آٹھ ہجری میں حنین کا معرکہ پیش آیا۔اس میں قبیلہ ہوازن وثقیف کے بہت سے لوگ جنگی قید ہوگئے تھے۔اختتام جنگ کے بعد قبیلہ ہوازن کے لوگ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوراپنے قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی۔رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ میں ان قیدیوں کو واپس کرنا چاہتا ہوں تم میں سے جو شخص خوشی سے آزاد کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔لوگوں میں گومگو کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم تم میں سے کون بخوشی اجازت دیتا ہے اورکون نہیں لہذا تم لوگ اپنے عریفوں کے ذریعہ اس معاملہ کو پیش کرو۔صحیح بخاری میں ہے:

قال ابن شهاب:حدثني عروة بن الزبير ان مروان بن الحكم والمسوربن مخزمه اخبراه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال،حين اذن له المسلمون في عتق سبى هوازن ،فقال:اني لاادرى من اذن فيكم ممن لم ياذن ،فارجعواحتى يرفع الينا عرفائكم امركم فرجع الناس قدطيبوا واذنوا.

جب مسلمانوں نے ہوازن کے قیدیوں کو آزاد کرنے کی اجازت دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کس نے تم میں سے بخوشی اجازت دی ہے اورکس نے نہیں دی لہذا آپ لوگ جائیں اوراپنے عریفوں کو بھیجیں تاکہ وہ تمہارے معاملہ کو ہمارے سامنے پیش کریں،لوگ واپس چلے گئے اوراپنے عریفوں سے گفتگو کی،پھران کے عریفوں نے آکر رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ

لوگوں نے برضاورغبت اجازت دی ہے۸۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب اسلامی مملکت مکمل طور پر وجود میں آچکی تھی، مکہ معظمہ فتح ہو چکا تھااور مملکت اسلامیہ کے تمام معاشرتی اورسیاسی ادارے کام کررہے تھے ،قبیلہ ہوازن کے ان جنگی قیدیوں کی رہائی کا مسئلہ بہت سے سیاسی واجتماعی مضمرات کا حامل تھااس لیے رسول اللہﷺ نے عام لوگوں سے براہ راست گفتگوکرنے کے بجائے ان کے قریبی نمائندوں یعنی عرفاء کے ذریعہ بات چیت کی۔رسول اللہﷺ نے نہ صرف ان کی نمائندگی کوتسلیم کیا بلکہ اس سیاسی ادارے کومعاشرہ کے لیےضروری قراردیاہے،سنن ابی داوٗد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ منقول ہیں:

ان العرافة حق ،ولابدللناس من العرفاء ولكن العرفاء فی النار ۹۔

عرافہ بالکل صحیح ہےاورلوگوں کے لیےعریفوں کا ہوناضروری ہے،لیکن عرفاء جہنم میں ہوں گے۔

یہاں ''العرفاء فی النار ،، کہہ کر نبی اکرمﷺ نے سیاسی قائدین اورصاحب منصب لوگوں کومتنبہ فرمایا ہے کہ یہ لوگ پوری دیانت داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں ورنہ آخرت میں ان کے ساتھ بہت براسلوک ہوگا یہ بالکل اسی طرح کی تنبیہ ہے جب حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہﷺ سے سرکاری منصب طلب کیا تھاتو رسول اللہﷺ نے ان سے بھی فرمایا تھا کہ ''اے ابوذر!تم کمزورانسان ہو، یہ عہدے عظیم امانت ہیں،اگرکسی شخص نے عہدہ قبول کر کے ان تمام فرائض اورذمہ داریوں کوپورا نہ کیاجواس منصب کی وجہ سے اس پرعائد ہوتی ہیں تو یہ مناصب قیامت کے روزبھی رسوائی وذلت کا سبب ہوں گے۱۰۔

علامہ ابن حجرعسقلانیؒ کا خیال ہے کہ عریف اپنے حلقے کےلوگوں کے حقوق کی نگہبانی بھی کرتا ہے اورلوگوں سے قانون پرعمل درآمد بھی کراتا ہے،وہ لکھتے ہیں:

فاذااقام علی قوم عریفالم یسع کل احد الاالقیام بماامربه ۱۱۔

جب ہر جماعت میں عریف مقرر ہوتا ہے توانہیں منکرات کے ارتکاب کی گنجائش نہیں ہوتی بلکہ پابندی سے قانون پرعمل کرتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں لوگوں کواخلاقی اقدار اورقانون کی روح سے آگاہ کرنے اوران کے فرائض کا احساس دلانے کا فریضہ یہی سیاسی نمائندے انجام دیتے تھے۔(کاش ہمارے زمانہ کے سیاسی نظم سے وابستہ لوگ بھی قانون اوراخلاق کی بالاتری اورتحفظ کے لیے کام کرنے لگیں)۔

لا اجتهاد عند ظهور النص ☆ نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں

یہ ادارہ عہد نبوی کے بعد بھی برقرار رہا۔امام بخاریؒ نے کتاب الشہادات میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ابوجمیلہ نے حضرت عمرؓ کے پاس ایک مقدمہ پیش کیااورعرض کیا کہ مجھے ایک نومولود بچہ پڑاہوا(لقیط)ملاہے،میں نے پرورش اورتربیت کے لیے اسے اپنے پاس رکھ لیاہے لہذا بیت المال سے اس بچہ کا روزینہ مقررفرمادیجیے۔حضرت عمرؓ نے اس شخص کو مشکوک سمجھا تواس کے عریف نے اس کی صفائی پیش کی: قال عریفی انه رجل صالح. میرے عریف نے بتایا کہ یہ نیک آدمی ہے۔ عریف کی تصدیق پر حضرت عمرؓ نے اس بچہ کا روزینہ مقررفرمادیااورابوجمیلہ کی دیانت وصداقت کا بھی اعتبار کرلیا۱۲۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو حضرت عمرؓ نے قادسیہ کی تیاریوں کے بارے میں ہدایات دیں ان ہدایات میں یہ بھی تھا کہ دس دس افراد کے حلقے بنائیں اوران پر عریف مقررکریں۔حضرت عمرؓ نے لکھا تھا:

اذا جاء ک کتابی هذا فعشر الناس وعرف علیهم ۱۳ ۔

میرا یہ خط وصول کرنے کے بعد آپ لوگوں کو دس دس افراد کے حلقوں میں تشکیل کریں اوران پر عریف مقررکریں۔

آگے چل کرعلامہ طبریؒ اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ جس طرح عہد فاروقی میں عریف مقررکیے گئے تھے بالکل اسی طرح عہد نبوی میں بھی عریفوں کا تقرر ہوتا تھا،طبریؒ کے الفاظ یہ ہیں:

فعرف علی کل عشرة رجلا کما کانت العرافات زمن النبی ۱۴ ۔

ہردس کے گروہ پرایک عریف مقررکردیا جس طرح کہ عہد نبوی ﷺ میں عرفاء کا تقرر ہوا کرتا تھا۔

مسلم بن ثفنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کوابن علقمہ نے اپنی قوم کا عریف مقررکیا تھا تاکہ زکوۃ وصدقات کی وصولی کا کام کریں۱۵۔

ایک مرتبہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے مروان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہے کہ"فتح مکہ کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی ہاں اب توجہاد ہے اورنیت ہے۔"،مروان نے اس حدیث کوتسلیم کرنے سے انکارکیا،اس وقت حضرت رافع بن خدیج اورزید بن ثابت بھی مروان کے پاس موجود تھے،حضرت ابوسعیدؓ نے کہا کہ اگرتم چاہوتو یہ دونوں بھی تم سے یہ حدیث بیان کرسکتے ہیں۔لیکن یہ ڈرتے ہیں کہ تم انہیں عہدہ عرافہ اورصدقات کی وصولی کے عمل سے برطرف کردوگے۔یہ دونوں حضرات خاموش رہے مروان نے اپنا درہ اٹھایا،وہ ابوسعید خدریؓ کو درہ

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

مارنا چاہتا تھا،ان دونوں حضرات نے جب یہ دیکھا تو ابوسعید خدری کی تصدیق کی اور کہا کہ یقیناً رسول اللہ علیہ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے[۱۶]۔

ان روایات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرافہ چھوٹے چھوٹے حلقوں پر مشتمل ایک مربوط سیاسی ومعاشرتی ادارہ تھا،اس کے ذریعہ حکومت کولوگوں کے حالات اوران کے مسائل ومشکلات کا علم ہوتا رہتا تھا۔عریف ان مسائل کے حل میں مددگار ثابت ہوتا تھا۔عہد نبوی میں جب اس ادارہ کی ازسرنو تنظیم ہوئی تو اس کے ذریعہ سے اصلاح معاشرہ اور تربیت وتزکیہ کا کام بھی لیا جانے لگا۔اسی لیے عام طور پر عریف ایسے فرد کو مقرر کیا جاتا تھا جو راسخ العقیدہ اور صاحب کردار ہو اور اپنے حلقہ میں باعزت مقام بھی رکھتا ہو۔یہی وجہ تھی کہ لوگ ان کی اطاعت پورے خلوص وصدق دل کے ساتھ کرتے تھے۔

موجودہ دور میں ہمارے ملک میں رائج بنیادی جمہورتوں کا نظام عرافہ سے کسی حد تک مماثلت رکھتا ہے،لیکن عہد رسالت میں جس نہج پر اسے منظم کیا گیا تھا اور ملت اسلامیہ کی جو اخلاقی تربیت اس ادارہ کے فرائض میں شامل تھی،بنیادی جمہوریت کے نظام میں یہ چیز مفقود ہے۔آج ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے قائدین اور سیاسی اثرورسوخ رکھنے والے حضرات لوگوں کی اخلاقی تربیت قانون سے آگاہی اور اس پر عمل کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے اپنے پاس کوئی پروگرام نہیں رکھتے،ہماری سیاسی جماعتوں کو اپنے ارکان اور کارکنان کی اخلاقی تربیت،تزکیہ نفس اور قانون سے آگہی کے لیے باقاعدہ پروگرام کرنے چاہییں۔اس سلسلے میں انہیں اعلیٰ تعلیمی اداروں اور دینی درسگاہوں کے اساتذہ کا تعاون حاصل کرنا چاہیے۔ہمیں اپنے معاشرتی اور سیاسی اداروں کا سیرت طیبہ کی روشنی میں مکمل جائزہ لینا چاہیے۔اگر ہم حقیقی معنی میں اسلام کی بالادستی اور اس کے نفاذ کا جذبہ رکھتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ امت مسلمہ کو اس کا کھویا ہوا مقام پھر مل جائے تو ہمیں اپنے ان اداروں میں اسلام کی اس حقیقی روح کو قائم کرنا ہوگا،یقیناً امت مسلمہ کی تربیت وتشکیل میں اس کے دوررس نتائج ظاہر ہوں گے۔

نقابہ

عہد رسالت میں دوسرا سیاسی ومعاشرتی ادارہ نقابہ تھا،اس میں عرافہ کی بہ نسبت زیادہ بڑے حلقے کی نمائندگی ہوتی تھی۔صاحب تاج العروس نے شرح قاموس میں نقیب کی تعریف اس طرح کی ہے:

النقیب شاهد القوم وراسهم فانه یفتش احوالهم ویعرفها ......وقیل النقیب الرئیس

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر

الاکبر۱۷ ۔

نقیب قوم کا شاہد و سردار ہوتا ہے،اس لیے کہ وہ قوم کے حالات کی چھان بین کرتا ہے اوران کے حالات سے حکومت کو باخبر رکھتا ہے،یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نقیب بڑا قائد ہوتا ہے۔

نقیب کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وانما قیل للنقیب نقیب لانه یعلم دخیلةامر القوم ویعرف مناقبهم وهوالطریق الی معرفة امورهم۱۸ ۔

نقیب کو نقیب اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ قوم کے اندرونی حالات سے آگاہ ہوتا ہے،ان کی خوبیوں اور صلاحیتوں سے (حکومت) کو متعارف کراتا ہے اور لوگوں کے حالات کو سمجھنے کا یہی طریقہ ہے۔

مشہور مصنف صاحب مجمع البحار نقیب کا مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں:

النقیب وهو کالعریف علی القوم المقدم علیهم ،یتعرف اخبارهم وینقب عن احوالهم ۱۹ ۔

نقیب بھی عریف کی طرح قوم کا رہنما ہوتا ہے جو ان کے ہر طرح کے حالات سے باخبر ہوتا ہے۔

ہم نے سابقہ صفحات میں بتایا ہے کہ عریف چھوٹے حلقوں اور محلوں کی بنیاد پر نمائندگی کرتا تھا،اس کے فرائض ذمہ داریاں بھی ابتدائی اور علاقائی سطح تک محدود ہوتی تھیں،وہ اپنے محلّہ یا علاقہ کے افراد کے حقوق وفرائض کی نگہبانی کرتا تھا۔اس کے برعکس نقیب کی ذمہ داریاں زیادہ وسیع ہوتی تھیں،وہ ملکی اور قومی سطح پر نمائندگی کرتا تھا۔اسلام کی سیاسی تاریخ میں بیعت عقبہ کو جو بنیادی اہمیت حاصل ہے اہل علم حضرات اس سے بخوبی واقف ہیں۔بعثت نبوی کے تیرہویں سال عقبہ کے مقام پر جب دوسری بیعت ہوئی اور اس موقعہ پر اہل مدینہ کے ساتھ ایک معاہدہ بھی طے پا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے بارہ افراد کو نقیب مقرر فرمایا۔ان میں سے نو کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا اور تین قبیلہ اوس سے تھے۔ان تمام نقباء کو رسول اللہ ﷺ نے خود نامزد نہیں فرمایا تھا،بلکہ تمام نام انصار کی جانب سے پیش کیے گئے تھے ۲۰۔نبی اکرم ﷺ نے انصار سے تکمیل بیعت کے بعد فرمایا تھا۔

اخرجو لی منکم اثنی عشر نقیبالیکونواعلی قومهم بمافیهم فاخرجوامنهم اثنی عشر نقیبا،تسعةمن الخزرج،وثلاثه من الاوس ۲۱ ۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

تم لوگ اپنے میں سے بارہ افراد پیش کرو، جو اپنے قبیلوں اور قوموں میں نقیب کے فرائض انجام دیں گے، تاکہ ان میں باہمی اختلافات کی صورت میں یہ لوگ حکم ہوں، چنانچہ انہوں نے بارہ افراد کا انتخاب کیا، نوخزرج میں سے تھے اور تین قبیلہ اوس میں سے تھے۔

حضرت عبادۃ بن الصامتؓ جو ان بارہ نقیبوں میں سے ایک جلیل القدر صحابی ہیں اس واقعہ کو بڑی مسرت وفخر کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔ امام مسلمؒ نے ان کی روایت اپنی جامع صحیح میں اس طرح نقل فرمائی ہے: **عن عبادۃ بن الصامت قال: انی من النقباء الذین بایعوا رسول اللہ ﷺ وقال: بایعنا علی ان لانشرک باللہ شیئا ولانسرق ولانقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق، ولاننتہب ولانعصی، فلنا الجنۃ ان فعلنا ذلک، فان غشینا من ذلک شیئا کان قضاء ذالک الی اللہ تعالی ۲۲ھ۔**

حضرت عبادۃ بن الصامتؓ فرماتے ہیں کہ میں ان نقیبوں میں سے ہوں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی تھی کہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، نہ چوری کریں گے، نہ کسی کو ناحق قتل کریں گے، نہ لوٹ مار کریں گے، نہ فرمانی کریں گے، اگر ہم نے اس عہد پر عمل کیا تو جنت میں جائیں گے، اور اگر ان میں سے کسی برائی کا ارتکاب کیا تو اس کا فیصلہ اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے۔

نبی کریم ﷺ نے جن صحابہ کرامؓ کو نقیب مقرر فرمایا تھا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱۔ حضرت اسعد بن زرارہ	نقیب قبیلہ بنی نجار
۲۔ حضرت اسید بن حضیر	بنی عبدالاشہل
۳۔ حضرت ابو جابر عبداللہ بن عمرو	بنی سلمہ
۴۔ حضرت براء بن معرور	بنی سلمہ
۵۔ حضرت رافع بن مالک	بنی زریق
۶۔ حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر	بنی ظفر
۷۔ حضرت سعد بن الربیع	بنی الحارث
۸۔ حضرت سعد بن عبادہ	بنی ساعدہ
۹۔ حضرت سعد بن خیثمہ	بنی عمرو بن عوف

۱۰۔حضرت عبداللہ بن رواحہ	بنی الحارث
۱۱۔حضرت عبادۃ بن الصامت	بنی عوف
۱۲۔حضرت منذر بن عمرو	بنی ساعدہ

بعض مؤرخین نے حضرت رفاعہ کی جگہ ابوالہیثم بن تیہان کا نام نقیبوں میں لکھا ہے، ان کا تعلق بنی عبدالاشہل سے تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نقیبوں ہی کا تقرر نہیں فرمایا بلکہ نقیب النقباء کا عہدہ بھی متعین کیا تھا اور اس منصب پر حضرت اسعد بن زرارہ کو مقرر فرمایا تھا، نامور مؤرخ علامہ بلا ذریؒ حضرت اسعد بن زرارہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

اسعد الخير بن زرارہ بن عدیسی النجاری یکنی اباامامه،مات علی تسعة اشهر من الهجرة،ومسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم یبنی ،فدفن بالبقیع و کان نقیب النقباء ۲۳۔

اسعد بن زرارہ قبیلہ بنونجار سے تعلق رکھتے تھے، ان کی کنیت ابوامامہ تھی۔ ہجرت نبوی کے نویں ماہ ان کا انتقال ہوا اس زمانہ میں مسجد نبوی تعمیر ہو رہی تھی، انہیں بقیع کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا، یہ نقیب النقباء تھے۔

مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت علیؓ کی روایت مذکور ہے جس میں چودہ نقیبوں کے تقرر کا حوالہ ملتا ہے۔ وانی اعطیت اربعة عشر وزیرا نقیبا نجیبا ۲۴۔

اور مجھے چودہ وزیر دیے گئے ہیں جو فرمانبردار ہیں اور نقیب ہیں۔

نقباء کا ذکر ہمیں سابقہ اقوام میں بھی ملتا ہے۔ قران حکیم نے بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں نقیبوں کا ذکر کیا ہے، ارشاد ہے:

ولقد اخذالله میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منهم اثنی عشر نقیبا (المائدہ ۵: ۱۲)

اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا، اور ہم نے ان میں بارہ نقیب مقرر کیے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان نقباء کے ذمہ مذہبی فرائض کے ساتھ ساتھ بعض اہم سیاسی ذمہ داریاں بھی سونپی تھیں، قاضی شوکانیؒ نے ان ذمہ داریوں کو بیان کیا ہے:

انهم بعثوا امناء علی الاطلاع علی الجبارین،والنظر فی قوتهم ومنعتهم

فسار و الیختبر و احال من بھا، ویخبر و ابذلک ۲۵؎۔
انہیں عمالقہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے، ان کی قوت وطاقت اور دفاعی صلاحیتوں کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا گیا تھا، تا کہ تمام حالات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مطلع کریں۔
عمالقہ سرزمین شام میں آباد تھے، یہ لوگ بڑے صحت منداور اچھے قد وقامت کے مالک تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے خلاف جہاد کا حکم ہوا تو انہوں نے قوم عمالقہ کے اندرونی حالات کا جائزہ لینے اور ان کی جنگی تیاریوں کا اندازہ کرنے کے لیے ان نقیبوں کو بھیجا تھا۔
جہاں تک ان نقیبوں کے فرائض واختیارات کا تعلق ہے تو ان کی بہت حد تک وضاحت سابقہ بحث اور حوالوں سے ہو جاتی ہے، مثلا ان کے فرائض میں شامل تھا کہ لوگوں کے باہمی جھگڑوں اور اختلافات کو ختم کرائیں، لوگوں کے حالات سے پوری طرح باخبر رہیں، ان کے حالات اور ضروریات سے حکومت کو بھی مطلع کرتے رہیں، تا کہ حکومت ان کی صلاحیتوں اور قابلیتوں سے فائدہ اٹھا سکے۔ نبی کریم ﷺ نے بیعت عقبہ کے موقع پر نقیبوں کو ان کے فرائض سے اس طرح آگاہ فرمایا تھا۔

انتم علی قومکم بمافیھم کفلاء ککفالۃ الحواریین لعیسی بن مریم وانا کفیل علی قومی، قالوا: نعم ۲۶؎۔

تم اپنی قوم کے معاملات کے اس طرح ذمہ دار ہو جس طرح عیسیٰ بن مریم کے حواری ذمہ دار تھے اور میں بھی اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں، لوگوں نے اقرار کیا اور کہا کہ ٹھیک ہے۔
ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کی معاشرتی اور سیاسی معاملات کی ذمہ داریاں ان نقیبوں کو سونپی گئی تھیں۔ یہی لوگ قانون پر عمل درآمد کراتے تھے، اور یہی لوگ حکومت کے مشیر خاص بھی ہوتے تھے، حکومت کی سمع وطاعت کی نگرانی بھی یہی نقیب کرتے تھے۔ لیکن سب سے اہم فریضہ جو یہ نقباء انجام دیتے تھے وہ تربیت اور تہذیب نفس کا فریضہ تھا، یہ لوگ اپنے حلقہ اثر میں لوگوں کی اخلاقی تربیت اور تزکیہ نفس کے لیے بھرپور جدوجہد کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن رواحہ کی تربیتی مجلس مؤرخین کے ہاں مجالس ایمان کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ لوگوں سے ملاقات کرتے اور بہت دلکش انداز میں محبت وشفقت کے ساتھ فرماتے: **تعال! نؤمن بربنا ساعۃ.**
آؤ تھوڑی دیر بیٹھ کر رب العالمین پر ایمان تازہ کریں۔

☆ **الفقہ حقیقتہ الفتح والشق** ☆ **فقہ کے معنی ہیں کھولنا اور بیان کرنا** ☆

حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے انداز تربیت کو کبھی نہیں بھول سکتا، وہ جب مجھے ملتے تو بہت شفقت کے ساتھ میرے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرماتے "میرے عزیز عمیر! آ و تھوڑی دیر بیٹھ کر ایمان تازہ کریں،،۲۷۔

حضرت اسعد بن زرارہؓ نے تو دعوت وتربیت کے لیے اپنے آپ کو وقف کردیا تھا، علامہ بلاذریؒ لکھتے ہیں کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں دعوت وارشاد کا کام بڑی جدوجہد، انتہائی خلوص اور جذبہ کے ساتھ کیا، انہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ مدینہ منورہ میں اسلام بہت تیزی کے ساتھ پھیل گیا۔ مدینہ منورہ میں جمعہ کا اہتمام بھی انہی کے زیر نگرانی ہوتا تھا۲۸۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عظیم الشان منصب اوراہم عہدوں پر فائز سرکاری حکام، سفراء وامراء سب کو اسلامی نظم حیات کی اشاعت اور لوگوں کی تربیت وتزکیہ نفس کا فریضہ انجام دینے پر مامور کردیا تھا۔ یہ تمام افراد معلمین اخلاق کی حیثیت رکھتے تھے، یہی وجہ تھی کہ بہت جلد معاشرہ میں اخلاقی قدروں کو بالادستی حاصل ہوگئی تھی، اور مجموعی طور پر معاشرہ کا سارا نظم قانون واخلاق کا پابند ہوگیا تھا۔

آج اسلامی نظام کے نفاذ کا جذبہ رکھنے والے دانشور، عوام اور حکومت کے سنجیدہ افراد اگر مخلصانہ طور پر اس نسخہ کیمیا کو آزمائیں تو ہمیں امید ہے کہ اصلاح معاشرہ میں رسول رحمت ﷺ کا یہ تربیتی اسلوب تیر بہدف ثابت ہوگا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔امام نووی، ریاض الصالحین، باب التوبہ، ص ۱۷، مطبوعہ مصر ۱۳۵۷ھ کعب بن مالک کے الفاظ یہ ہیں:"وما احب ان لی بها مشهد بدر: وان كانت بدر اذكر فی الناس منها.

۲۔دیکھئے مقالہ"مؤاخاۃ اسلامی معاشرہ کا سنگ بنیاد، فکرونظر، جمادی الآخرۃ، ۱۴۰۱ھ، اسلام آباد۔

۳۔الطبری ج ۴ ج ۷ ۸ طبع مصر، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی ص ۲۷

۴۔تاج العروس ج ۶ ص ۱۹۵، مجمع البحار، ج ۲ ص ۳۷۳، لسان العرب لفظ عریف

۵۔فتح الباری ج ۱۳، ص ۱۴۸ ۶۔تاج العروس، ج ۶، ص ۱۹۵

۷۔مختصر المعانی ص ۱۴۳، مطبوعہ قرآن محل، کراچی

☆ کتاب وسنت سے اخذ کردہ احکام ، فقہی احکام کہلاتے ہیں ☆

۸۔الجامع الصحیح البخاری ج ۲، کتاب الاحکام ص ۱۰۶۴، فتح الباری ج ۲۳، ص ۱۴۸
۹۔سنن ابی داؤد، باب العرافہ ص ۴۰۷، مطبوعہ اصح المطابع، کراچی
۱۰۔الجامع الصحیح للمسلم ج ۲، ص ۱۲۹ ۱۱۔فتح الباری ج ۱۳، ص ۱۴۸
۱۲۔الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الشہادات ج ۱، ص ۳۶۶ ۱۳۔الطبری ج ۴، ص ۸۷
۱۴۔ایضا ۱۵۔مسند احمد بن حنبل ج ۳، ص ۴۱۴
۱۶۔مسند احمد بن حنبل ج ۳، ص ۲۲ ۱۷۔تاج العروس ج ۱، ص ۴۹۲
۱۸۔ایضا ۱۹۔مجمع البحار، ج ۳، ص ۳۸۶۔لسان العرب ج ۱، ص ۷۶۹
۲۰۔شبلی، سیرۃ النبی ج ۱، ص ۲۶۴ ۲۱۔سیرۃ ابن ہشام، بیعت عقبہ ثانیہ
۲۲۔صحیح مسلم، ج ۲، کتاب الحدود ص ۸۱
۲۳۔بلاذری، انساب الاشرف، تحقیق ڈاکٹر حمید اللہ ج ۱، ص ۲۴۳
۲۴۔مسند امام احمد بن حنبل ج ۱، ۸۸
۲۵۔الشوکانی، فتح القدیر ج ۲، ص ۲۰
۲۶۔ابن کثیر، البدایۃ والنھایہ ج ۳، ص ۱۶۲
۲۷۔ابن الاثیر، اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۵۱، ابن حجر عسقلانی، الاصابہ ج ۲، ص ۲۹۸
۲۸۔بلاذری، انساب الاشرف ج ۱، ص ۲۴۳

تقریری مقابلوں کے لئے تیاری کرانے والی بہترین کتاب

شعلہ ءآواز

تالیف: ڈاکٹر علامہ محمد صحبت خان کوہاٹی

طلبہ مدارس اسلامیہ اور اسکول کے بچوں کیلئے یکساں مفید

کتاب ملنے کا پتہ:

مکتبہ غوثیہ، سبزی منڈی کراچی۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور۔کراچی۔

☆ اترکوا قولی بخبر الرسول ﷺ ☆ حدیث شریف کے مقابل میرے قول کو چھوڑ دو (ابوحنیفہ) ☆